www.ilmkidunya.com

شفیع عقیل

(۱۹۳۰ء-۲۰۱۳ء)

خاندانی نام محمد شفیع، ادبی نام شفیع عقیل ہے۔ شین۔ عین کے نام سے بھی لکھتے رہے۔ لاہور چھاؤنی کے ایک نواحی گاؤں تھینہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی زمانہ دھرم پورہ (حال مصطفیٰ آباد) میں گزارا۔ اُن کا کہنا ہے کہ ابتدائی عمر کا زمانہ نہایت مفلسی میں بسر ہوا مگر انھوں نے محنت کے بل بُوتے پر غربت کو اپنی ترقی کی راہ میں کبھی رکاوٹ بننے نہیں دیا۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ انھیں اس بات پر بڑا فخر ہے کہ انھوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے قائدِ اعظمؒ کے نیشنل گارڈ کے فرائض انجام دیے اور لُٹے پُٹے مہاجرین کی دل و جان سے خدمت کی تھی۔

شفیع عقیل نے منشی فاضل اور ادیب فاضل کے امتحان پاس کیے۔ ۱۹۵۰ء میں کراچی آ گئے جہاں صحافت سے وابستہ ہو کر روزنامہ ''جنگ'' کراچی میں ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹۵۷ء میں بچوں کے میگزین ''بھائی جان'' کے ایڈیٹر بن گئے۔

اسی دوران مشہور مزاحیہ شاعر اور صحافی مجید لاہوری کے پندرہ روزہ رسالے ''نمکدان'' کے مدیرِ معاون بھی رہے۔

۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۶ء تک ہفت روزہ ''اخبارِ جہاں'' کے ایڈیٹر رہے۔ ان کے علاوہ بھی دیگر اخبارات و رسائل سے ان کا تعلق رہا۔

شفیع عقیل نے دنیا بھر کی سیاحت کی اور سفرنامے بھی لکھے ہیں لیکن انھیں جس موضوع پر تخصص حاصل ہے، وہ لوک کہانیاں ہیں۔ انھوں نے دنیا کے مختلف ملکوں کی لوک کہانیوں کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ صرف خطۂ پنجاب کی لوک کہانیوں، لوک داستانوں اور حکایتوں پر گیارہ کتابیں مرتّب کی ہیں، جن میں سے ''پنجابی لوک کہانیاں'' یونیسکو کی طرف سے سات زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہے۔ شفیع عقیل منجھے ہوئے مترجم ہونے کے ساتھ ساتھ شاعر، نقاد اور سفرنامہ و ناول نگار بھی تھے۔

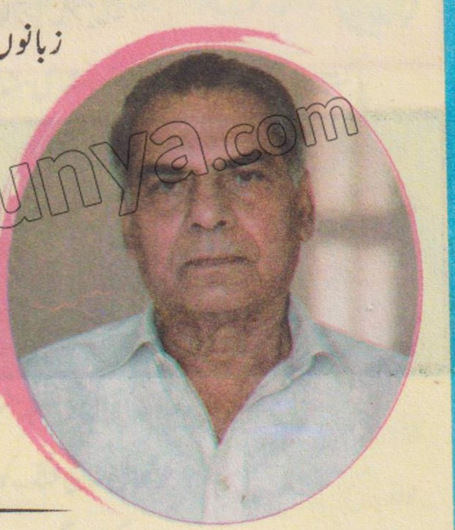

شاملِ کتاب لوک داستان ''دوستی کا پھل'' ان کی کتاب ''پنجابی لوک داستانیں'' سے لی گئی ہے جس میں دوستی کے موضوع کو جانوروں اور پرندوں کی بولیوں میں پیش کیا گیا ہے۔ پنجابی اور مقامی زبان کے الفاظ اردو زبان میں بڑی مہارت اور خوب صورتی سے سموئے گئے ہیں۔ اس کہانی میں بتایا گیا ہے کہ دوستی اور اتحاد سے بڑے سے بڑے دشمن کو بھی شکست دی جا سکتی ہے۔

8

دوستی کا پھل

تدریسی مقاصد

- طلبہ کو پنجابی لوک ادب اور ثقافتی ورثے سے روشناس کرانا
- پنجابی لوک داستان ''دوستی کا پھل'' میں پنجابی زبان کے الفاظ، محاورات اور اسلوبِ بیان کو سمجھنے میں رہنمائی فراہم کرنا
- طلبہ کو کہانی کے عناصر (پلاٹ، کردار، کہانی کے موڑ، اخلاقی سبق) کی شناخت کرنے کی تربیت دینا
- طلبہ کو حروف کی مختلف اقسام اور تلخیص نگاری کے بارے میں بتانا

کسی جنگل میں، ایک کبوتر اور کبوتری رہتے تھے۔ ایک بڑے سے درخت پر ان کا گھونسلا تھا اور اس میں وہ دونوں امن، چین کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ جب کبوتری نے گھونسلے میں انڈے دیے تو اسے ہر وقت اس بات کی فکر لگی رہتی کہ کہیں کوئی جانور انڈے نہ لے جائے۔ یہی بات سوچتے ہوئے، ایک روز وہ کبوتر سے کہنے لگی:

''ہمارا یہاں کوئی ایسا سنگی ساتھی نہیں ہے جو وقت پڑنے پر کام آسکے۔''

''لیکن تمھیں یہاں خطرہ کس بات کا ہے؟''

کبوتر نے حیرانی سے دریافت کیا۔ اس پر کبوتری اسے سمجھانے کے انداز میں بولی۔

''بُرا وقت کسی کو بتا کر نہیں آیا کرتا۔''

پھر اس نے قدرے سنجیدگی سے کہا:

''ہمیں اپنے ایک دو ساتھی ضرور بنانے چاہییں تا کہ مصیبت کے وقت وہ ہماری مدد کر سکیں۔''

کبوتری کی یہ بات سن کر، کبوتر بھی سوچ میں پڑ گیا۔ پھر وہ کچھ سوچ کر کہنے لگا:

''تمھاری بات اپنی جگہ درست ہے مگر مصیبت یہ ہے کہ یہاں ہماری برادری کا کوئی پرندہ بھی تو نہیں رہتا۔ پھر دوست بنائیں تو کسے بنائیں؟''

کبوتری بولی: ''کوئی حرج نہیں۔ ہماری برادری کا کوئی پرندہ نہیں ہے تو نہ ہو۔ پھر کسی دوسری برادری کے پرندے یا جانور سے بھی تو تعلقات قائم کیے جا سکتے ہیں۔ اکیلا جان دار، دنیا میں کسی کام کا نہیں ہوتا۔ ہمیں کوئی نہ کوئی ساتھی ضرور بنا لینا چاہیے۔''

سچ تو یہ ہے کہ کبوتری کی بات کبوتر کے دل کو لگ گئی تھی۔ آج تک اس کا اس طرف دھیان ہی نہ گیا تھا اور اب کبوتری کے کہنے پر اسے بھی احساس ہونے لگا تھا کہ کوئی نہ کوئی دوست ضرور ہونا چاہیے۔ وہ دل ہی دل میں اپنے اردگرد کے قریبی علاقے کے بارے میں سوچنے لگا کہ وہاں کون کون رہتا ہے۔ کچھ پرندے اس کے ذہن میں آئے لیکن وہ وہاں سے کافی فاصلے پر رہتے تھے، اس لیے ان سے دوستی کرنا یا نہ کرنا برابر تھا کیونکہ وقت پڑنے پر انھیں اطلاع بھی نہیں کی جا سکتی تھی۔ سوچتے سوچتے کبوتر کو خیال آیا کہ جہاں وہ رہتے ہیں، اس سے ذرا

www.ilmkidunya.com

آگے ایک دوسرے درخت پر گِدھوں کا جوڑا رہتا ہے۔ اس نے کبوتری سے کہا:

''قریب ہی ایک درخت پر گِدھوں کا ایک جوڑا رہتا ہے۔ اگر تم کہو تو میں ان کے پاس جاؤں؟'' کبوتری جلدی سے بولی:

''اس میں سوچنے کی کیا بات ہے؟ ابھی جاؤ اور ان سے دوستی قائم کرو۔''

''مگر مجھے تو گِدھوں سے ڈر لگتا ہے۔ ان کا ہم سے میل مشکل ہی معلوم ہوتا ہے۔''

کبوتر سوچ میں پڑ گیا لیکن کبوتری نے پھر اسے سمجھاتے ہوئے کہا:

''گِدھ ہیں تو کیا ہے؟ ہیں تو پرندے! تم جا کر تو دیکھو۔''

''اچھا تم کہتی ہو تو چلا جاتا ہوں۔''

کبوتر نے اتنا کہا اور اسی وقت اُڑ کر گِدھوں کے جوڑے کے پاس جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس نے سلام دعا کی اور پھر بڑی اپنائیت سے کہنے لگا: ''ہم سب ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اور اِس طرح ہمارا رشتہ سگوں جیسا ہے۔ پھر کیوں نہ ہم ایک دوسرے کے دوست بن جائیں۔''

اس پر گِدھ قدرے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بولا:

''تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہمسائے تو ماں جائے ہوتے ہیں۔ آپس کے دُکھ سُکھ میں شریک ہو کر ایک دوسرے کا سہارا بنتے ہیں۔''

کبوتر نے انھیں بھی اپنا ہم خیال پایا تو بولا:

''میں اسی لیے تم لوگوں کے پاس آیا ہوں کہ آج سے ہم دوست بن جائیں۔''

جواب میں گِدھ بولا:

''ہم تو آج سے ایک دوسرے کے دوست بن گئے ہیں مگر میری بات مانو تو ہم ایک اور کام کریں۔''

کبوتر نے پوچھا: ''وہ کیا؟''

جس پر گدھ نے بتایا:

''یہاں قریب ہی ایک درخت کی کھوہ میں ایک سانپ رہتا ہے، اگر وہ بھی ہمارا دوست بن جائے تو پھر ہم خطرے سے بالکل محفوظ ہو جائیں گے۔''

یہ تجویز کبوتر کو بھی پسند آئی، لہٰذا وہ بولا: ''اگر یہ بات ہے تو چلو اس کے پاس چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے، وہ بھی ہمارا دوست بن جائے۔''

چناں چہ گِدھ اور کبوتر دونوں سانپ کے پاس پہنچ گئے۔ سانپ کو اپنے آنے کا مقصد بتایا اور کہا:

''یہ ٹھیک ہے کہ ہم تینوں مختلف برادری سے تعلق رکھتے ہیں مگر دوست بننے میں کیا حرج ہے؟''

''دوستی میں تو کوئی پابندی حائل نہیں ہوتی۔''

سانپ نے ان دونوں کی باتوں کو بڑے غور سے سنا، کچھ دیر تک لیٹا ان پر سوچ بچار کرتا رہا اور پھر ان سے کہنے لگا:

''دوستی بڑی مشکل ہوتی ہے۔ اس میں ایک دوسرے کے لیے جان قربان کرنا پڑتی ہے۔''

''تم ہمیں ہر امتحان میں ثابت قدم پاؤ گے۔'' دونوں نے بہ یک زبان سانپ سے کہا۔

www.ilmkidunya.com

اس پر سانپ بولا:

”اگر یہ بات ہے تو مجھے تم دونوں کی دوستی منظور ہے۔ آج سے ہم تینوں دوست ہیں اور وقت پڑنے پر ایک دوسرے کی پوری پوری مدد کریں گے۔“

”بالکل ایسا ہی ہوگا۔“

اس طرح کبوتر، گدھ اور سانپ کی دوستی ہوگئی۔ اب کبوتری مطمئن تھی کہ وہ اکیلے نہیں رہے۔ ان کے دوسرے ساتھی بھی ہیں۔

دن گزرتے گئے۔ کبوتری نے جو انڈے دیے تھے، اب ان کی جگہ ننھے مُنّے بچوں نے لے لی تھی۔ کبوتری اور کبوتر دن رات بچوں کی دیکھ بھال اور حفاظت میں لگے رہتے۔

ایک روز ایک شکاری اُس طرف آنکلا۔ وہ صبح سے مارا مارا پھر رہا تھا لیکن کوئی شکار اس کے ہاتھ نہیں لگا تھا۔ وہ اسی درخت کے نیچے آکر کھڑا ہوگیا جس پر کبوتر اور کبوتری نے گھونسلا بنا رکھا تھا۔ اس نے دل میں سوچا، ”خالی ہاتھ گھر جانا اچھی بات نہ ہوگی۔ کیوں نہ کسی گھونسلے سے کسی جانور کے بچے ہی پکڑ کے لے چلوں۔ کچھ تو مل جائے گا۔“

اتنا سوچ کر اس نے اردگرد سے درخت کا جائزہ لیا تو اسے اس پر ایک گھونسلا دکھائی دیا۔ گھونسلا دیکھ کر اس نے اپنے تجربے سے اس کا اندازہ بھی کرلیا کہ گھونسلے میں کسی پرندے کے بچے بھی موجود ہیں۔ اس وقت شام ہونے کو آئی تھی اور آہستہ آہستہ چاروں طرف اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ یہ دیکھ کر شکاری کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ اس نے سوچا، ”اگر میں درخت کے نیچے آگ جلالوں تو روشنی میں درخت پر گھونسلا تلاش کرنے میں آسانی رہے گی۔“

اس نے اِدھر اُدھر سے چند سوکھی لکڑیاں اور گھاس پھونس جمع کی اور پھر اُن میں آگ لگا کر الاؤ سا روشن کردیا۔ اس کے بعد وہ درخت پر چڑھنے کی تیاری کرنے لگا۔

اِدھر درخت کے نیچے شکاری یہ تیاری کر رہا تھا اور اُدھر درخت پر بیٹھے ہوئے کبوتر اور کبوتری یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ وہ شکاری کی نیت بھانپ گئے تھے اور اب اپنے بچوں کو بچانے کی ترکیبیں سوچ رہے تھے جو، ابھی اتنے چھوٹے تھے کہ اُڑ بھی نہ سکتے تھے۔

کبوتر، کبوتری سے کہنے لگا: ”میں ابھی اپنے دوستوں کو خبر کرتا ہوں اور انھیں جلد بلا کر لاتا ہوں۔“

اس پر کبوتری کہنے لگی:

”یہ درست ہے کہ تم اپنے دوستوں کو بُلا لاؤ گے اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ وہ ہماری مدد کو آ بھی جائیں گے لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلے ہم خود کوشش کریں۔ ہوسکتا ہے، دوسروں کی مدد کے بغیر یہ مصیبت ٹل جائے۔“

”میرا تو خیال ہے پہلے اپنے دوستوں کو خبر کردینی چاہیے۔“ کبوتر نے اپنی رائے پیش کرتے ہوئے کہا۔ اس پر کبوتری نے کہا:

”اگر کوئی اپنی مدد آپ نہ کرے تو دوسرے بھی اس کی مدد کو تیار نہیں ہوا کرتے۔ ہاں، اگر ہم اس کا مقابلہ کرنے میں ناکام ہوجائیں تو پھر تم اپنے دوستوں کو ضرور بلانا۔ مگر پہلے خود ہی کچھ کرنا چاہیے۔“

شکاری آگ جلا چکا تھا اور اب اس نے روشنی میں درخت پر چڑھنا شروع کردیا تھا۔ کبوتری نے جب اسے درخت پر چڑھتے ہوئے

www.ilmkidunya.com

دیکھا تو کبوتر سے بولی:

"اگر ہم آگ بجھا دیں تو شکاری اندھیرے میں ہمارا گھونسلا نہیں ڈھونڈ سکے گا۔"

"مگر ہم آگ کیسے بجھا سکتے ہیں؟" کبوتر قدرے فکر مند ہوتے ہوئے بولا۔

"تم آؤ تو سہی! ہم کوشش کرتے ہیں۔"

کبوتری نے اتنا کہا اور وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے اُڑ گئے۔

قریب ہی دریا بہ رہا تھا۔ ان دونوں نے دریا پر پہنچ کر اپنے پروں میں پانی بھرا اور پھر آن کی آن میں واپس آ کر وہ پانی جلتی ہوئی آگ پر چھڑک دیا۔ وہ پھر اُڑے اور دوبارہ پانی لا کر آگ پر چھڑکا اور اس طرح چند ہی لمحوں میں تین چار بار پانی لا کر انھوں نے آگ پر چھڑک دیا، جس سے جلتی ہوئی آگ بُجھ گئی۔

درخت پر چڑھتے ہوئے شکاری نے جب دیکھا کہ آگ بجھ گئی ہے اور اندھیرے میں گھونسلا تلاش کرنا مشکل ہے تو نیچے اُتر کر اس نے دوبارہ آگ جلائی اور پھر سے درخت پر چڑھنے لگا۔ ادھر کبوتری اور کبوتر نے جب دیکھا کہ آگ دوبارہ روشن ہوگئی ہے تو وہ پھر سے بھاگے بھاگے دریا پر گئے اور پہلے کی طرح پروں میں پانی بھر بھر کر، لا کر اس پر چھڑکنے لگے اور اس طرح چند ہی لمحوں میں انھوں نے پھر آگ بجھا دی۔

شکاری ایک بار پھر درخت پر چڑھتے چڑھتے رُک گیا۔ کچھ اندھیرا ابھی بڑھ چکا تھا اور روشنی کے بغیر درخت پر چڑھنا ممکن نہیں تھا۔ اُسے آگ پر رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا کہ یہ اپنے آپ بجھ کیسے جاتی ہے۔ وہ غصے میں کھولتا ہوا پھر درخت سے نیچے اُترا اور ایک بار پھر اِدھر اُدھر سے لکڑیاں جمع کر کے ان میں آگ لگا دی۔ اس دفعہ اس نے موٹی موٹی لکڑیاں جمع کی تھیں تا کہ جلنے کے بعد آگ بجھ نہ سکے۔ کبوتر اور کبوتری نے جب یہ دیکھا کہ اس دفعہ کی آگ بجھانا ان کے بس کی بات نہیں تو وہ بہت گھبرائے۔ اب دوستوں کی مدد ضروری تھی چناں چہ کبوتری نے کبوتر سے کہا:

"اب دوستوں سے مدد لینے کا وقت آ گیا ہے۔ جلدی جاؤ اور اپنے گِدھ دوست کو مدد کے لیے بلا لاؤ۔"

یہ سنتے ہی کبوتر، آن کی آن میں گِدھ کے جوڑے کے پاس پہنچا اور انھیں یہ ساری بات بتا کر کہا:

"اب مجھے تم لوگوں کی مدد کی ضرورت ہے۔"

گِدھ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، سارے کام چھوڑ کر کہا: "چلو! ہم ابھی چلتے ہیں، دوستی کس روز کام آئے گی؟"

کبوتر گِدھوں کے جوڑے کو ساتھ لے کر آیا تو انھوں نے دیکھا کہ آگ پوری طرح جل رہی تھی اور اس کی روشنی میں شکاری درخت پر چڑھ رہا تھا۔ دونوں گِدھ کبوتر اور کبوتری کے ساتھ جلدی جلدی دریا پر گئے اور انھوں نے اپنے بڑے بڑے پروں میں پانی بھر کے، لا کر آگ پر پھینکنا شروع کر دیا۔ اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے چند لمحوں میں جلتی ہوئی آگ بجھ گئی۔ یہ دیکھ کر شکاری تلملا کر رہ گیا۔ مصیبت یہ تھی کہ اب اندھیرا بہت زیادہ ہو چکا تھا، پھر یہ بھی تھا کہ شکاری بار بار درخت پر چڑھنے، اُترنے میں تھک چکا تھا، اس لیے اس نے دل میں سوچا: "اب آگ جلانا مشکل ہے، بہت رات ہوگئی ہے۔ کیوں نہ رات یہیں بسر کر لوں۔ صبح آسانی سے بچے نکال کر لے چلوں گا۔"

یہ سوچ کر، وہ درخت سے تھوڑی دور زمین پر کپڑا بچھا کر لیٹ گیا۔ کبوتر اور گِدھ نے جب یہ دیکھا کہ شکاری وہیں پر رات بسر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور سونے کی تیاری کرنے لگا ہے تو وہ جان گئے کہ اس کی نیّت ٹھیک نہیں ہے۔ یہ صبح ضرور گھونسلے میں سے بچے نکال کر لے

www.ilmkidunya.com

جائے گا۔ یہ جان کر وہ کچھ دوسری ترکیبیں سوچنے لگے۔ کبوتری نے رائے دی:

’’میری مانو تو تم دونوں، اپنے دوست سانپ کے پاس جاؤ۔ اس وقت وہی ہماری مدد کر سکتا ہے۔‘‘

’’ہاں! وہ یقیناً اس وقت ہمارے کام آسکتا ہے۔‘‘ مادہ گدھ نے بھی کبوتری کی رائے پسند کی۔

کبوتر اور گدھ دونوں، تھوڑی دیر میں اپنے دوست سانپ کے پاس پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر انھوں نے شروع سے آخر تک اسے ساری بات بتائی اور پھر کہا:

’’اس وقت شکاری وہیں سویا ہوا ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ وہ صبح ضرور بچے نکال کر لے جائے گا۔‘‘

سانپ لیٹے لیٹے سوچنے لگا تو کبوتر بولا:

’’اب صرف تمھاری مدد ہی میرے بچوں کی زندگی بچا سکتی ہے۔‘‘

’’ہم اسی لیے تمھارے پاس آئے ہیں۔‘‘ گدھ نے بھی کبوتر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

سانپ بڑے غور سے ان کی بات سُن کر کہنے لگا: ’’تم لوگ گھبراؤ نہیں۔ اس وقت تم دونوں جاؤ، میں صبح سارا بندوبست کرلوں گا۔‘‘

’’جیسے تمھاری مرضی۔‘‘ گدھ اور کبوتر نے کہا اور دونوں واپس گھونسلے میں آگئے۔

وہاں آکر انھوں نے کبوتری اور مادہ گدھ کو ساری بات بتائی اور کہا کہ سانپ نے ہمیں مدد کرنے کا یقین دلایا ہے۔ وہ ضرور اپنی دوستی نبھائے گا۔

اس کے بعد وہ چاروں کے چاروں درخت پر بیٹھے بیٹھے صبح کا انتظار کرنے لگے۔

شکاری رات بھر بڑے مزے سے سویا اور جب صبح ہوئی تو وہ خوش خوش آنکھیں ملتا ہوا اٹھا کہ درخت پر چڑھ کر گھونسلے میں سے بچے نکالے اور اپنے گھر کی راہ لے۔ اس نے اٹھ کر اپنا سامان وغیرہ سمیٹا اور جوں ہی درخت پر چڑھنے کے لیے اس کے پاس گیا، اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ حواس باختہ ہوگیا۔ گھبراہٹ اور خوف میں اُسے اپنا ہوش تک نہ رہا۔ اس کے تیر کمان کہیں تھے اور اب وہ اپنی جان بچانے کی فکر کر رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ جس درخت پر چڑھ کر اسے کبوتر کے گھونسلے سے بچے نکالنا تھے، اس درخت کے تنے کے اردگرد بہت بڑا سانپ لپٹا ہوا اسے دیکھ دیکھ کر پھنکار رہا تھا۔ شکاری نے دل میں سوچا:

’’جس طرح بھی ہو، اپنی جان بچاؤ۔ بھاڑ میں جائے شکار۔‘‘

وہ اپنا سارا سامان چھوڑ چھاڑ کر اُلٹے پاؤں ایسا بھاگا کہ پھر پلٹ کر نہ دیکھا۔

وُہ دن اور آج کا دن، اس شکاری کا کہیں پتا نہیں چل سکا لیکن کبوتر آج بھی سُکھ چین کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ ان کی دوستی کا نتیجہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی لوگ دوستی اور امن کے پیغام کے لیے کبوتر ہی استعمال کرتے ہیں۔

(پنجابی لوک داستانیں)

www.ilmkidunya.com

مشق

1 لوک داستان ''دوستی کا پھل'' کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(i) کبوتری کو ہر وقت کس بات کی فکر لگی رہتی تھی؟

(ii) اکیلے پن کا احساس ختم کرنے کے لیے کبوتری نے کبوتر کو کیا مشورہ دیا؟

(iii) گِدھ، سانپ اور کبوتروں کے درمیان دوستی کس بنا پر ہوئی؟

(iv) کبوتری کس بات پر مطمئن تھی؟

(v) شکاری نے درخت پر چڑھنے کے لیے کیا تدبیر اختیار کی؟

(vi) کبوتر اور اس کے دوستوں نے کس طرح شکاری کا منصوبہ خاک میں ملایا؟

2 درست جوابات کی نشان دہی کریں:

(i) کبوتری کی بات سن کر کبوتر پڑ گیا:

(الف) پریشانی میں (ب) حیرانی میں (ج) سوچ میں (د) مشکل میں

(ii) جہاں کبوتر رہتے تھے، پاس ہی درخت پر ایک جوڑا رہتا تھا:

(الف) تیتروں کا (ب) گِدھوں کا (ج) فاختاؤں کا (د) ہنسوں کا

(iii) ''ہمسائے تو ماں جائے ہوتے ہیں''، قواعد کی رو سے یہ جملہ ہے:

(الف) محاورہ (ب) روزمرّہ (ج) کہاوت (د) مقولہ

(iv) سبق ''دوستی کا پھل'' کا ماخذ ہے:

(الف) پنجابی لوک داستانیں (ب) پشتو لوک داستانیں

(ج) سندھی لوک داستانیں (د) ہِندکو لوک داستانیں

(v) گھونسلا دیکھ کر شکاری نے اندازہ لگایا:

(الف) اچانک ہی (ب) اٹکل سے (ج) یوں ہی (د) تجربے سے

(vi) آگ بجھانے کے لیے کبوتر اڑے اور پانی بھر لائے:

(الف) پیروں میں (ب) دُم میں (ج) اپنی چونچ میں (د) اپنے پروں میں

www.ilmkidunya.com

3. ''دوستی کا پھل'' کا خلاصہ تحریر کریں۔

4. ''دوستی کا پھل'' کے مرکزی کرداروں پر گفت گو کریں۔

5. کبوتر، کبوتری، گدھ، سانپ کے درمیان جو مکالمے ہوئے ان کی نشان دہی کریں اور انھیں اپنی کاپیوں میں لکھیں۔

6. ''دوستی کا پھل'' سبق کے حوالے سے مقامی الفاظ، تراکیب اور ضرب الامثال کی معنویت اور اردو زبان پر ان کے اثرات کا جائزہ لیں۔

7. کالم ''الف'' میں دیے گئے الفاظ کو کالم ''ب'' کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم ''الف''	کالم ''ب''
سنگی	پھونس
برادری کا	جیسا رشتہ
سلام	ساتھی
سگوں	نہ تاؤ
گھاس	پرندہ
آؤ دیکھا	دُعا

حروف کی مختلف اقسام

حروفِ تاکید وہ حروف جو، کلام میں زور پیدا کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں، جیسے: ضرور بالضّرور، بالکل، ہرگز مطلق وغیرہ۔

حروفِ شرط و جزا وہ حروف جو، کسی عمل کو دوسرے عمل سے مشروط کرنے کے لیے اِستعمال میں لائے جاتے ہیں، جیسے: اگر وہ محنت کرتا تو کامیاب ہو جاتا۔ اس جملے میں ''اگر'' حرفِ شرط جب کہ ''تو'' حرفِ جزا کے طور پر استعمال ہوئے ہیں۔

حروفِ اضراب وہ حروف ہیں جو، ایک چیز کو رُوگردانی کر کے یا ترقّی دے کر اعلیٰ کو ادنیٰ یا ادنیٰ کو اعلیٰ بنانے میں استعمال ہوتے ہیں، مثلاً: وہ اُس کا بیٹا ہی نہیں، بلکہ شاگرد بھی ہے۔ ''بلکہ'' یہاں حرفِ اضراب استعمال ہوا ہے۔

حروفِ تردید وہ حروف جو، دو باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے موقع پر ادا کیے جاتے ہیں، جیسے: اچھا ہو یا کہ برا، اپنا یا کہ بیگانہ، ''یا کہ''، ''خواہ''، ''چاہے''، بہ طور حروفِ تردید استعمال ہوتے ہیں۔

www.ilmkidunya.com

حرفِ بیان وہ حرف جو کسی وضاحت کے لیے استعمال کیا جائے۔ یہ وضاحت حرف ''کہ'' سے ہوتی ہے، مثلاً: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ حق بات نہ چھپاؤ۔

تلخیص نگاری

تلخیص نگاری سے مراد کسی عبارت یا اقتباس کو مختصر اور جامع انداز میں اس طرح لکھنا کہ کوئی اہم بات تحریر کرنے سے رہ نہ جائے اور غیر ضروری باتیں حذف ہو جائیں۔ تلخیص نگاری ایک فن ہے۔ تلخیص کرتے وقت کوشش کی جانی چاہیے کہ وہ اصل عبارت کا کم و بیش ایک تہائی (۱/۳) حصہ ہو۔

8 درج ذیل نثر پارے کی تلخیص کریں اور مناسب عنوان تجویز کریں:

''اے آسمانوں کی روشنی اور اے نا امید دلوں کی تسلّی امید! تیرے ہی شاداب اور سرسبز باغ سے ہر ایک محنت کا پھل ملتا ہے۔ تیرے ہی پاس ہر درد کی دوا ہے۔ تجھی سے ہر ایک رنج میں آسودگی ہے۔ عقل کے ویران جنگلوں میں بھٹکتے بھٹکتے، تھکا ہوا مسافر تیرے ہی گھنے باغ کے سرسبز درختوں کے سایہ کو ڈھونڈتا ہے۔ وہاں کی ٹھنڈی ہوا، خوش الحان جانوروں کے راگ، بہتی نہروں کی لہریں اُس کے دل کو راحت دیتی ہیں۔ اس کے مَرے ہوئے خیالات کو پھر زندہ کرتی ہیں۔ تمام فکریں دل سے دور ہوتی ہیں اور دور دراز زمانہ کی خیالی خوشیاں سب آموجود ہوتی ہیں۔''

سرگرمیاں برائے طلبہ

- پُرامن بقائے باہمی اور دوستی کی اہمیت پر بحث کریں۔
- داستان کی مختلف اقسام کے بارے میں تحقیق کریں اور یہ بتائیں کہ ''دوستی کا پھل'' کا شمار کس قسم میں ہوتا ہے؟
- سینہ بہ سینہ بزرگوں سے سُنی جانے والی کسی لوک کہانی کو اپنے الفاظ اور ادبی اُسلوب میں تحریر کریں اور دوستوں کو سنائیں۔

اشاراتِ تدریس

- کہانی کے کردار اور خاص الفاظ تختۂ تحریر پر لکھیں۔
- کہانی پڑھتے وقت مختلف کرداروں کے لیے الگ الگ آوازوں کا استعمال کریں تا کہ طلبہ میں دلچسپی بڑھے۔
- کہانی کے متن کے مطابق مکالمہ تیار کرائیں۔
- طلبہ کو دیگر زبانوں اور ثقافتوں کی ملتی جلتی لوک کہانیوں سے موازنہ کرائیں۔
- طلبہ کو بتائیں کہ ''دوستی کا پھل'' پنجاب کی لوک داستانوں میں سے ایک لوک داستان ہے جو پنجاب کی تہذیب و ثقافت کو عیاں کرتی ہے۔
- طلبہ کو بتائیں کہ زیرِ مطالعہ لوک داستان علامتی انداز میں پیش ہوئی ہے۔ اس کا اطلاق ہم اپنی معاشرتی زندگی پر بھی کر سکتے ہیں۔

www.ilmkidunya.com